© rasailojaraid.com

محدّث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

خاندانی حالات اور سیرت و سوانح کے مختلف روشن پہلو

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری سے انتخاب

حضرت کی ولادت، صلحاء کا اجتماع اور والد گرامی کی مسرت و سخاوت

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی والدہ (ہماری دادی جان) فرمایا کرتی تھیں کہ آپ میری شادی کے دو سال بعد محرم الحرام میں اتوار کی صبح سحری کے وقت اذان سے پہلے پیدا ہوئے۔ ، محرم کو والد صاحب نے خوشی میں علاقہ کے علماء اور صلحاء میں ١٦، ١٦ گز کی پگڑیاں تقسیم کیں حاجی صاحب مہربان علی شاہ، جناب حاجی صاحب محلہ قصابان اور جناب حاجی عبدالقیوم وغیرہ اس تقریب میں شریک تھے حضرت کے والد صاحب نے اس موقع پر بکرے بھی ذبح کئے۔

میں حاجی صاحب معروف گل کی دوسری بیوی تھی پہلی بیوی کا میری شادی سے قبل انتقال ہو چکا تھا مولوی صاحب (مرحوم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو اسی نام سے پکارا کرتی تھیں) دو سال تک دودھ پیتے رہے تین سال کے ہوئے تو بولنا شروع کیا اکثر لیٹے ہوئے بائیں پاؤں کا انگوٹھا چوسا کرتے تھے۔

بسم اللہ کی تقریب

دادی جان راوی ہیں کہ جب حضرت شیخ الحدیثؒ چار سال چار ماہ کے ہوئے تو آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی۔ رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر کہلوا کر ا ب ت ث کا قاعدہ شروع کرایا گیا۔ بچپن میں بھی ذہن دینی تھا رسم بسم اللہ سے قبل بھی آپ اذان اور مسجد جاتے اور نماز کی ہیئتیں بناتے اور نقلیں وغیرہ اتارلیا کرتے اسی عمر ۴ تا ۵ سال میں سنت ختنہ ادا ہوئی ختنہ کی تقریب میں والد گرامی نے بڑا اہتمام کر رکھا تھا صالحین اور اہل اللہ کو دعا کے لیے جمع کیا۔

ناظرہ قرآن کی تعلیم

ناظرہ قرآن مجید کچھ والد صاحب اور کچھ مجھ سے پڑھا، ابتدا میں خط غالباً حاجی صاحب قصابان سے سیکھتے رہے۔

شوقِ خطابت

ابھی چھ سال کی عمر تھی کہ مسجد میں منبر پر بیٹھ جاتے اور اونچی آواز سے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ پڑھتے اور کبھی انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب پڑھتے اور اس کا ترجمہ سناتے۔ (ذاتی ڈائری ص۵)

خاندانی یادداشتیں

والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ١٩١٩ء یاد ہے جب ہم اسے تختی پر لکھا کرتے تھے۔

ھجرت کابل۔ کابل کو ہجرت کے واقعات کے ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ میرے والد صاحب نے بھی انگریزوں کے دور میں کابل کو ہجرت کرنے کے لیے بیل گاڑی خریدی تھی تاکہ موقعہ ملتے ہی ہجرت کریں بال بچوں اور سامان وغیرہ کے لیے وہ بیل گاڑی کو مفید سمجھتے تھے ہم اس وقت بہت خوش ہو رہے تھے کہ چلو اسباق کی چھٹی ہوگی۔

جدہ محترمہ (شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی والدہ) کے خاندانی حالات

مجھے اپنی دادی جان سے (جبکہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا) ان کے جو خاندانی حالات معلوم ہوتے جو انہوں نے خود سنائے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے حافظے کے ضعف کے اس عمر میں کچھ کمی بیشی ہو مگر میں نے جوں کے توں یہ ان سے لکھے ہیں۔

نام ریحانہ، والد کا نام محمد شریف اللہ، والدہ کا نام گل ریحانہ حمیدہ، بھائی حنیف اللہ، محمد اسرافیل، حبیب اللہ، امر الہ اللہ ہیں۔ دادی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میری والدہ مولانا فضل رحیم و مولانا فضل الرحمٰن سکنہ لوند خوڑ کی بہن تھیں چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں مرتے وقت بھی خدا کو یاد کر رہی تھیں۔

ذی الحجہ کے ۹، دن محرم کے گیارہ روزے اور ہر سال اس کے علاوہ تین ماہ سات دن روزے رکھتی تھیں حالت نزع اور قبض روح کے وقت نور کا ایک شعلہ کمرے کے کونے کونے میں پھیل گیا اور سب کو دیکھنے میں آیا۔

موت کے بعد بھی کپڑے بدلتے وقت ہاتھ سینے پر باندھے محسوس ہوتے وفات ——— شہزادہ کلی یعنی جہانگیر آباد نزد کلیانی تخت بھائی ضلع مردان میں ہوئی۔

دادی صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے نانا کو بچپن میں دیکھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھا میری عمر چار یا پانچ سال کی تھی دادا کو نہیں دیکھا اس کا انتقال عربی باندہ نزد جہانگیر آباد کلپانی مردان میں ہوا وہاں ان کی قبر ہے۔

دادی صاحبہ نے کہا کہ میری دادی، میری شادی کے چھ سات ماہ بعد فوت ہوئی وفات یوم العرفہ کے صبح صادق سے کچھ پہلے جس وقت ہمیشہ تہجد پڑھتی تھیں اس وقت ہوئی دادی نے کہا میرے والد بھی جمعہ کی صبح اور والدہ بھی تہجد کے وقت فوت ہوئیں دادی لونڈخور کی تھیں۔ میرے والد (محمد شریف اللہ) کے دادا معیار میں دفن ہیں۔ سکھوں کے ہنگاموں میں عربی کلی نزد جہانگیر آباد جانا ہوا۔

دو قبریں متصل ہیں مرجع عام میں دو بیٹا اسکے قریب ہیں خارش پھوڑے پھنسیوں کے وقت لوگ اللہ سے دعا مانگنے مزار پر جاتے ہیں۔ میری شادی جمادی الثانی میں ہوئی۔

بچپن سے قصص الانبیاء پشتو نور نامہ وکلاں خورد وفات نامہ وجنگ نامہ حفظ کرایا جاتا۔ قرآن شریف اپنے والد سے پڑھا۔ دعائے گنج العرش بر زبان حفظ تھا۔ سورہ رحمٰن سورہ نور، سورہ یٰس، سورہ مزمل سورہ ملک والضحیٰ وغیرہ حفظ کئے میرے والد مجھے کہا کرتے تھے سحری کو چکی پیستے وقت حفظاً تلاوت کیا کرو تو بہت لطف ہوتا۔ ہم دھڑی چھ سیر گندم صبح تک پیس لیتے پھر کھیتوں تک جانے کے وقت تک لسی بھی تیار کر لیتے دہی وغیرہ صبح کھائی جاتی چائے کا رواج نہ تھا۔

دادی نے فرمایا۔ ۸ سال کی عمر میں صرف میر یاد کرانے کے لیے مولوی صاحب (مولانا عبدالحق) کو والد نے اکھوڑی کیملپور وہاں کسی تعلق اور واقفیت کی بناء پر روانہ کر دیا۔ (ذاتی ڈائری ص۸)

شیخ الحدیثؒ کے ننھیال کے بارہ میں کچھ مزید تفاصیل

میری دادی مرحومہ کے چھوٹے بھائی مولوی امیر اللہ صاحب جہانگیر آباد (مردان) یعنی حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے ماموں نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے جو تفصیلات بتائیں اس سے کچھ مزید روشنی بڑھتی ہے۔

۲۴ جولائی ۱۹۷۲ء انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے والد (حضرت شیخ الحدیثؒ کے نانا) کا نام شریف اللہ قوم کرک خیل یوسف زئی افغان تھے مختلف مقامات پر علم دین حاصل کیا مگر زیادہ تعلیم لونڈخوڑ (مردان) اپنے خسر مولانا قاسم خان مرحوم سے حاصل کیا جو مولوی سید الرحمٰن اور مولانا عبدالجمیل فاضل دیوبند کے دادا تھے (مولانا سید الرحمٰن مولوی فضل سبحان فاضل حقانیہ اور مولانا عزیز الرحمٰن لونڈخوڑ کے والد تھے اور حاجی معروف گل مرحوم کے ہم زلف بھی تھے) مولانا محمد قاسم خان مرحوم کا تعلق پکھلی ہزارہ کے خوانین سے تھا ان کے والد صاحب یعنی دادی مرحومہ کے پرنانا پکھلی سے لونڈخوڑ آئے تھے۔

جائیداد اور خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے ترک وطن کیا یا کوئی اور وجہ تھی وہاں کافی جائیداد تھی اور قاسم خان یہاں سے جا جا کر فروخت کرتے تھے اور گزارا کرتے تھے مولانا قاسم خان کے دو بیٹے تھے مولانا فضل الرحمٰن جو مولوی سید الرحمٰن کے والد تھے اور مولانا فضل الرحیم جو مولانا عبدالجلیل اور مولانا عبدالجمیل کے والد تھے۔ (مولانا عبدالجمیل دیوبند اور پھر اکوڑہ خٹک میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے تلمیذ اور خادم خاص تھے۔ قیام دیوبند کے دوران وہ مولانا حسین احمد مرحوم کے انتہائی خطرناک اسفار میں خصوصی باڈی گارڈ کے خصوصی فرائض سرانجام دیتے رہے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد حضرت سے دورۂ حدیث پڑھا اور سب میں رشتہ کی وجہ سے ماموں صاحب کہلاتے تھے)

مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا فضل الرحیم اچھے عالم اور حافظ بھی تھے۔ اور مختلف علاقوں میں کتابیں پڑھ چکے تھے۔ شریف اللہ کے والد (شیخ الحدیثؒ کے پرنانا کا نام ظریف خان تھا) جو طور ومایار منی خیل گاؤں سے عربی باندہ تخت بھائی آئے تھے اس علاقے کو لوگ بادشاہ یوسف زئی کہتے تھے۔ وہاں بھی رہٹ اور زمینیں تھیں۔

اور جائیداد ایک قومی مقابلہ میں ایک ہندوستانی نووارد جو غالباً سکھ ہو کے مقابلہ میں آیا تھا کو دیدیا۔ بھائیوں سے جھگڑا کر کے ناراض ہوتے اور وہاں سے اخوند پنجو باباؒ اکبرپورہ گئے وہاں سے ان کی اولاد میاں گان سے کسی سے شادی کرادی۔ کچھ عرصہ بعد اپنے علاقہ کے قریب ہوتے ان کے خیال سے عربی باندہ چلے گئے یہ مولوی وغیرہ نہیں تھے اور کافی جائیداد بنائی۔ اور کافی آپ نے میاں گان کو ہبتہً دیدی کہ طبیعت ایسی پائی تھی شریف اللہ کے دو بھائی تھے دیدار شاہ اور مہربان شاہ۔

دادی (شیخ الحدیث کی والدہ مرحومہ) کی والدہ صائم الدہر تھیں — رجب شعبان رمضان تینوں مہینے بالالتزام اور جمعرات جمعہ کو روزے رکھتی تھیں۔ دن رات ذکر واذکار میں گزرتے تھے۔ ذکر اذکار کرتے ہوئے روح پرواز کر گئی۔ اس وقت تم (سمیع الحق) بھی وہاں موجود تھے۔ اکوڑہ خٹک میں حاجی معروف گل صاحب شادی کی صورت ایسی پیدا ہوئی کہ شریف اللہ خان کے دو سگے بھانجے میر افضل اور سید افضل اکوڑہ آتے جاتے رہتے تھے۔ اور تمہارے پردادا امیر آفتاب کے مقتدی تھے ان کے ذریعہ سے تعارف ہوا تمہارے دادا مرحوم (یعنی حاجی معروف گل کی یہ دوسری شادی تھی) پہلی بیوی انتقال کر گئی تھی۔ تمہارے والد صاحب (حضرت شیخ الحدیث) کی کے ولادت محلہ باغبان کے قدیم مکان میں ہوئی۔ جہاں اب ان کا چچا عبدالرحمٰن اور اسکے بیٹے رہتے ہیں۔

(یہ مکان مشہور بزرگ حاجی سید مہربان علی شاہ کے گھر کے ساتھ متصل ہے دیواریں ملی ہیں) مولانا امیر اللہ صاحب نے مزید فرمایا یہ (حضرت شیخ الحدیثؒ) میرے ہم عمر تھے میں ان کے ساتھ طلب علم کے لیے عمرزئی گیا اور وہاں ایک مولوی صاحب سے منطق پڑھتے اور وہاں مسجد زرین خان میں رہتے تھے ان کی قابلیت کی وجہ سے ان کی بڑی عزت تھی۔ کافیہ گرچھ گڑھی (مردان) میں پڑھا۔ ان کے والد مرحوم ان کو کسی حالت گھر نہیں آنے دیتے تھے۔ تاکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طلب علم سے ایک منٹ بھی انہیں فرصت نہ ہو۔

• بہت تنگ ہو جاتے تو اپنے ننھیال یعنی ہمارے گاؤں آجاتے تھے جو وہاں سے قریب تھا وہ طبعاً نہایت شریف متقی گویا "پاک فرشتہ" تھے کوئی عیب بچپل کا ان میں نہ تھا آپ کے دادا مولانا معروف گل فرماتے تھے ہم خٹک نہیں ہیں۔ ہمارے بزرگ غورلرہ مرغزؔ نامی گاؤں جو کہ غزنی کے قریب سے آئے تھے یہ علاقہ یوسف زئی کا اصل مرکز ہے۔ تمہارے پردادا میر آفتاب مرحوم تھوڑے پڑھے لکھے تھے مگر عمل بہت پختہ تھا ان کے ایک بیٹے مولوی تھے وہ وفات پاگئے تو ان کے بھائی حاجی معروف گل بابا نے فرائض سنبھال لیے۔ میر آفتاب بابا کی سینکڑوں کنال زمینیں تھیں اور کافی کھیت باڑی تھی (جو اب بھی خاندان کی ملکیت ہے) اور اسے خود سنبھالتے تھے دودفعہ حج کرنے گئے تھے کبھی اپنے بیٹے حاجی معروف گل کے سسرال یعنی ہمارے گاؤں جہانگیر آباد بھی آجاتے تھے ان کا حلیہ یہ تھا سرخ سفید، مضبوط تنومند نہایت لمبا چوڑا قد اور اکھرا جسم تھا۔

شادی اور سسرال

میرے بڑے ماموں الحاج سیف الرحمن صاحب جہانگیرہ سے حضرت قدس سرہ کی شادی اور خاندان کے بارہ میں حسب ذیل تفصیلات معلوم ہوئیں۔

میری والدہ ماجدہ کا نام ونسب یہ ہے سیدہ بی بی ہاجرہ بنت عبدالغفار بن محمد طاہر بن محمد دیدار رحمہ پرملی (ملاؔ) چھچھ میں دریا کے قریب محمد دیدار کا مزار زیارت گاہ عوام وخواص ہے غالباً ان کے لڑکے محمد طاہر نے جہانگیرہ میں سکونت اختیار کی جو دریا کے راستہ سے بہت قریب پڑتا ہے والدہ ماجدہ کی ولادت ۱۹۱۶ء میں ہوئی ان کے بڑے بھائی میرے ماموں حاجی سیف الرحمن کی ولادت ۱۹۰۶ء میں اور دوسرے بھائی مولانا الحاج عبدالحنان کی ولادت ۱۹۱۲ء میں ہوئی انہوں نے کچھ تعلیم گھر پہ حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند گئے وہاں حضرت شیخ الحدیث اور مولانا عبدالحنان ہم درس ہوتے بوجہ بیماری مولانا عبدالحنان دورۂ حدیث میں شرکت نہ کر سکے اور اس سال انہوں نے ادب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں والد ماجد رحمہ کی شادی ۱۹۳۵ء میں ہوئی پیغام و پیام نکاح کا سلسلہ جناب مولانا قاضی عزیز الرحمن جہانگیروی کے اشارہ پر شروع ہوا جدامجد مرحوم اس سلسلہ میں آنے جانے لگے ماموں سیف الرحمن نے دیوبند سے اپنے بھائی مولانا عبدالحنان سے مشورہ لینا چاہا انہوں نے معاصرت کی وجہ سے یا بوجوہ انکار کر دیا مگر ماموں سیف الرحمن صاحب نے انہیں راضی کرنے کے لیے خط وکتابت جاری رکھی دیوبند میں مولانا عبدالحنان بیمار ہوتے تو بڑے بھائی مولانا سیف الرحمن علاج معالجے کے لیے وہاں گئے اسی رات حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا انتقال ہوا ماموں صاحب نے مولانا مدنی مرحوم سے سفارشی رقعہ لیا اور مولانا عبدالحنان کو بغرض علاج نابینا مرحوم کے پاس لے گئے واپس ہوتے تو بھائی کو مولانا مدنی مرحوم کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کو کہا معلوم نہیں کہ انہوں نے حضرت رحمہ سے مشورہ کیا یا نہیں مگر حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندی رحمہ مرحوم کے ساتھ گفتگو کی انہوں نے مشورہ دیا کہ عالم کے ساتھ دوستی اور رشتہ ہر چند مفید ہے عنداللہ بھی اجر ہوگا۔ اور اچھے خاندان کی وجہ سے دنیا میں بھی سب وشتم گالی ملامت سے محفوظ رہو گے آخر مولانا عبدالحنان راضی ہو گئے والد ماجد رحمہ کی شادی میں اکثر معززین اور سرحد کے ممتاز علماء نے شرکت کی برات جہانگیرہ گئی تو اکثر علماء وخوانین مثلاً مروت مولانا صاحب نوشہروی، صاحب حق صاحب جناب خان بہادر محمد زمان خان خٹک اور دیگر دیوبندی رفقاء وعلماء احباب موجود تھے۔ رات بھر جہانگیرہ میں مجلس وعظ رہا علماء کرام تقاریر کرتے رہے اس موقع پر خان بہادر خان مرحوم کی تحریک پر ایک متفقہ فیصلہ بھی لکھوایا گیا کہ انگریز وغیرہ سے ہر قسم کی اعانت حرام ہے یہ فیصلہ قلمبند کیا گیا اور علماء نے اس پر دستخط کئے۔ (روایت مولانا الحاج سیف الرحمن صاحب جہانگیرہ)

• میری نانی صاحبہ جہانگیرہ کے مزار پر کتبہ درج ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات والدہ حاجی سیف الرحمن

عبدالحنان ۔ ۱۴، مارچ ۱۹۳۷ء

یکم محرم ۱۳۶۵ھ

خیبر ہسپتال پشاور میں برائے علاج قیام

۹، ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ ۱۷، ستمبر ۸۳ء

حضرت خیبر ہسپتال پشاور میں زیر علاج ہیں ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ عید بھی یہاں گذاریں کیونکہ گھر میں لوگوں کا ہجوم صحت کو دوبارہ بگاڑ دے گا اور ملاقاتیوں کو روکنا مشکل ہوگا کل عیدگاہ میں پہلی دفعہ حضرت کا خطاب نہیں ہوگا اور میں نے پہلی دفعہ تقریر کرنی ہے اس اہم مرحلہ پر حضرت نے خصوصی دعائیں دیں اور ہدایات بھی کہ گاؤں کے کسی معاملہ پر یا کسی ایک گروہ یا بلدیاتی مسائل کی طرف خطاب میں کوئی تعرض نہ کریں۔

۱۶، ذی الحجہ حضرت ہسپتال سے گھر تشریف لاتے تقریباً ایک ماہ ہسپتال میں زیر علاج رہے ڈاکٹر ناصر الدین اعظم اور ڈاکٹر صاحبزادہ وحید ماہرین امراض قلب نے بڑی عقیدت سے تیمارداری کی دل کی تکلیف کی وجہ سے کمرہ نمبر۱ سی سی آئی میں بھی کئی دن گذارے پھر امراض قلب کی وارڈ سے سی سی یو بھی منتقل ہوتے دل کی تکلیف کم ہوئی سخت پابندی کے باوجود ملاقاتیوں کا شب و روز ہجوم رہا۔

۲۵، ذی الحجہ۔ طویل علالت کے بعد آج پہلی بار دارالعلوم تشریف لائے میں اس وقت دارالحدیث میں ترمذی پڑھا رہا تھا دفتر اہتمام میں تشریف فرما ہوتے ان کی آمد سے دوبارہ بہار آئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چاند کی تسخیر کے مسئلہ

چاند کی تسخیر کا مسئلہ پیش آیا تو حضرت شیخ الحدیث نے شدومد سے اس کی تائید کی اور اسلام پر اس کے غیر اثر انداز ہونے کو واضح کرتے رہے ۔ ضعف اور عوارض وامراض کے باوجود وہ خود بنفس نفیس اس موضوع پر گی گئی تقریر تحریر فرمائی اور جو ماہنامہ الحق اگست ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی ۔ چاند کی تسخیر کا مضمون بے حد پسند کیا گیا روزنامہ جنگ نے ۱۷ اگست ۱۹۶۹ء کے پرچے میں اسے شائع کیا ہفت روزہ چٹان کے علاوہ دیگر کئی پرچوں نے اسے نقل کیا اور افغانستان کے رسائل میں پشتو اور فارسی میں ترجمے شائع ہوئے ۔ حضرت کے مفصل بیان کے بعد اس مضمون پر علماء میں نزاع ختم ہوا اور لوگوں کو تسلی ہوئی
(صد ۴۹)

صدر یحییٰ بے کار آدمی ہے اُن سے ملنا فضول ہے

صدر یحییٰ کے ملٹری سیکرٹری نے رات کو فون کرکے اصرار کیا کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح صدر یحییٰ سے ملاقات کریں اور مجھے کہا کہ حضرت سے اجازت لے کر وقت متعین کر دیا جائے گا ۔ میں نے حضرت تک بات پہونچا دی — مگر حضرت شیخ الحدیث کی فراست انہیں اس کی اجازت نہیں دے رہی تھی بڑے پریشان ہوتے دوسرے روز مجھے درسگاہ میں آکر بلایا اور کہہ دیا کہ صدر کے ملٹری سیکرٹری کا فون آئے صدر سے ملاقات کے لیے وقت کا تعین نہ کرو بے کار آدمی سے ملنا فضول ہے ۔ صد ۵

حضورؐ کا مناجی ارشاد جو تیسرے روز پورا ہوا

ایک متورع طالب علم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ مولانا عبدالحق کی شکل وصورت میں ہیں پھر حضور اقدسؐ نے خواب میں حضرت مولانا کو مخاطب کرکے فرمایا کہ :

اپنی اس امت (مراد دارالعلوم کے طلباء تھے) کو سمجھاؤ کہ عورتوں کی طرف نہ دیکھیں ، اس خواب کے دو دن بعد اس وقت کے صدر مملکت یحییٰ خان کی اہلیہ ، بیٹی و دیگر محترم خواتین (جس میں مشرقی پاکستان کی کچھ بیگمات بھی شامل تھیں) حضرت سے ملنے اور دعا وتعویذ اور نصیحت طلب کرنے کے لیے آئیں اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ کون ہیں ۔

مسجد کے مغربی جانب ناظم مولانا سلطان محمود مرحوم کے کوارٹر میں انہیں بٹھایا گیا حضرت درس سے فارغ ہوئے اور ایک کونے میں آکر بیٹھ گئے اور انہوں نے دعا وتعویذ طلب کئے اسی اثنا میں کسی خاتون کے منہ سے نکلا کہ صدر یحییٰ کی اس بچی کے لیے امتحان میں پاس ہونے کی دعا فرمادیں ۔

اس طرح راز کھل گیا حضرت نے صدر کی بیوی کو صدر ایوب خان کے زوال کے اسباب کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے شوہر سے کہہ دو کہ ان سے نصیحت لو کہ مجلس میں عائلی قوانین وغیرہ کی تنسیخ پر زور دیا اور اس کی تشریح کی ۔ انہوں نے کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہا تو فرمایا ۔

ہمارا نذرانہ صرف یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کرو ، عہدہ ، منصب مال و دولت کے ہم طلب گار نہیں ۔

وہ انتہائی متاثر ہوکر آداب بجالاتے ہوئے واپس چلی گئیں اور آئندہ بھی استفادہ کے لیے حاضری کی خواہش ظاہر کی تھی وہ بڑی بڑی گاڑیوں میں آئی تھیں اور بجائے خود دعوت تماشہ تھیں جاتے وقت دارالعلوم کے طالب علم آس پاس جمع ہوگئے تو حضرت نے خدام کو بھیجا کہ طلبہ کو سختی سے ڈانٹ کر ہٹا دیں اور کہا کہ عورتوں کی جانب نہ دیکھیں اس طرح دو دن کے بعد خواب کی عملی تعبیر ظاہر ہوئی ۔

تواضع کی ایک مثال

ایک ڈی ایس پی صاحب آئے اور حضرت کے قدموں میں گر پڑے حضرت نے انہیں اٹھا کر فرمایا ۔

من تواضع للہ رفعہ اللہ
تواضع زگردن فرازاں نکواست

حضرت کی ایسی تواضع تھی کہ وعظ میں بھی عوام کو مخاطب کرتے تو ان کو احساس دلاتے کہ آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے مثلاً فرماتے کہ مشکوٰۃ شریف کی وہ حدیث تو ضرور سنی ہوگی ، بخاری شریف میں پڑھا ہوگا ۔

تلاوت

تلاوت سے بے انتہا شغف رہتا ، بالخصوص رمضان میں تو دن رات یہی شغل رہتا مزاولت اس قدر تھی کہ تراویح میں فاتح کو بھی بہت کم فتح کا موقع ملتا حضرت اکثر حافظ کی تصحیح کرلیتے اور سالہا سال تک دارالعلوم کے مخلص رکن حافظ سید نور بادشاہ کو منزل سنانے کی سعادت مستقلاً حاصل رہی جو اب حضرت کے ساتھ ان کے مقبرہ میں آسودۂ خواب ہیں ۔ برادرم انوار الحق کے حفظ کی تکمیل سے انہیں انتہائی مسرت ہوئی ۔

مسلم لیگیوں پر مولانا مدنیؒ کی ایک ظرافت آمیز طنز

۸ اپریل مطابق ۲۵ شعبان سنہ والد ماجد کو حضرۃ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کا خط ملا ۔ دارالعلوم حقانیہ کی نئی عمارت کے افتتاح کے لیے خط وکتابت ہو رہی تھی اس خط کا ایک اقتباس یہ ہے ۔

”میں بوڑھا ہو چکا ہوں میں اب جیل نہیں جا سکتا ۔ لیگی مجھے کبھی برداشت نہیں کرسکتے “

© rasailojaraid.com